(186)

جو بوجہ خلقت رات کا ہمرنگ ہے اور نبی یا اوسکے قائم مقام مجدد کے گذر جانیسے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

(۱۵) آیات ذکر سجدہ آدم مین باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا [۵۱]

(۱۶) صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہین بلکہ بعض اُنمین غیر صحیح و موضوع بھی ہین + [۵۲]

(۱۷) آپ اپنے کشف والہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹھہرا سکتے ہین [۵۳]

(۱۸) حدیث صحیح کی (بخاری و مسلم کی کیون نہو) یہہ شان و وقعت نہین کہ وہ قرآن کریم کی مفسر و مبین ہوسکے اور قصص و اخبار و واقعات ماضیہ کے بیان مین بیان قرآن پر [۵۴]

---

۵۱ توضیح المرام مین بصفحہ ۹ ہم کہا ہو کہ جاننا چاہئے کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہین ہو کہ جب حضرت آدم پیدا کیگئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کو مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اسکو حاصل ہوجائے اور خدا تعالیٰ کی روح اسمین سے نفخ کرے تو تم اسکے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اُسپر اُترو اور اُسپر سلسلہ وحی سویہ قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا اپنے برگزیدہ بندونکے ساتھ ہمیشہ جاری کرتا آخر

۵۲ حاشیہ صفحہ ۱۱۶ - نمبر (۱) اور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ ہو

۵۳ مباحثہ لودیانہ کی تحریر نمبری (۴) مین آپ فرماتے ہین۔ اب جبکہ یہ حال ہو کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹھیر سکتی ہے تو پھر کیونکر ہم ایسی حدیثون کو جو سراپا قرآن کریم جان لینگے۔ ماسوا اسکے ہر بخاری و مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین۔ اور غالباً اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر حلف اُٹھا سکتے ہین کہ جملہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔

۵۴ مباحثہ لودیانہ کی تحریر نمبری (۷) مین آپ فرماتے ہین وہ (یعنی قرآن) آپنے مقاصد کی آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

زیادتی کر سکے۔

(۱۹) نصوص قرآن و حدیث کو ان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اور اس سے استعارات مراد ٹھیرانا جائز ہے بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہیں ہو سکتا۔

(۲۰) جو شخص اپکو (قادیانی صاحب کو) باین کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانیگا وہ

آپ تفسیر فرماتا ہے اور اس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہیں یہ نہیں کہ وہ اپنی تفسیر میں حدیث کا محتاج ہے۔

لہ یہ بات آپکی آخری تحریر مباحثہ لودہانہ میں جا بجا پائی جاتی ہے جسکی تفصیل نقل مباحثہ میں ہے۔

لہ یہ عقیدہ آپکے مذہب جدید کا اصل اصول ہے آپ اسی اصول سے ہر ایک آیت ہر ایک حدیث میں تاویل فاسد کیا کرتے ہیں۔ حاشیہ صفحہ (۱۱۹) (۱۲۰) ملاحظہ ہو۔ فتح اسلام کے صفحہ ۱ میں آپ لکھتے ہیں کہ خدا تعالے ہمیشہ استعارہ و مجاز میں کلام کرتا ہے اور بلحاظ اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر دار کر دیتا ہے اور توضیح مرام کے صفحہ ۱ میں حدیث قاتل نہ نازد اور قطع صلیب اور نزول عیسیٰ کی تاویل اور تحریف کرکے آپ لکھتے ہیں یہ سب استعارے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا یہ طریق ہمیشہ سے ہے نہ صرف آسمانی سے بلکہ ایک قسم کی ذوق سے اگر سمجھ جائیں گے ایسے محاورہ اور بیان مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خیالی صورت معشوق کا ایک دیوانی کی نظر میں بیخ کر کہنا ہی بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے امید ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام نے بھی جامع الکلام جسقدر استعارات کو استعمال کیا ہے اکثر کلام میں یہ طرز لطیف نہیں ہے اور فتح الاسلام کے صفحہ (۹) میں آپ لکھتے ہیں صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے ترجمہ پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی میں ترجمہ کرکے رواج دینا (وغیرہ وغیرہ) یہ ایسے امور نہیں ہیں بلکہ کامل اور واقعی طور پر تجدید کہا جائے ایسی ظاہری اور بے مغز خود تمن ہر ایک بے علم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں اور

ہلاک ہوگا اور آگ مین ڈالا جائیگا اور جسنے آپ کو مانا وہ ناجی ہوا۔[1]

یہ قادیانی اور آپکے حواریون اور ہم مشربون کے عقاید و مقالات کی چند تمثیلات ہین بطور مشتے نمونہ خروارے و اندکی از بسیار؟ کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام مین گنجائش نہین۔

اب ان کے طریق عملی کو جسمین وہ عقاید و مقالات مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہین اور اس سے وہ بزعم خود اصول و مسائل اسلام کی بیخکنی کر رہے ہین بیان کیا جاتا ہے عقاید و مقالات مذکورہ کی تائید و ترویج کی غرض سے وہ احادیث صحیحہ کو بلا تردد رد کرتے و غیر صحیح و موضوع قرار دیتے ہین اور کئی احادیث و آثار و اقوال از خود وضع کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور علماء اسلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور آیات اور احادیث نبویہ کی (جسکو مجبوراً صحیح مانتے ہین) ایسی تاویل اور تحریف کرتے ہین کہ اسمین نیچریون

---

[1] بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴

صفحہ ۷۱ مین لکہا ہے۔ پس کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتون اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکہتے اوسکے عشر عشیر بہی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہین۔

فتح اسلام مین بصفحہ ۴۲ آپ لکہتے ہین۔ اُس نے (یعنے خدا نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجہے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت مین یہہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار مین رہیگا۔ اسکے لئے موت درپیش ہے اور بصفحہ ۵۸ فرماتے ہین۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجہہ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُسکو موت درپیش ہے اور اُسکی لاش بہی سلامت نہین رہیگی اور ۶۷ مین لکہتے ہین بلکہ بعض خشک ٹہنیون کی طرح نظر آتے ہین جنکو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجہہ سے کاٹکر جلنے والی لکڑیون مین پہینک دیگا۔

اور باطنیون کو بھی انہون نے مات کیا ہے۔

ان کے اس عمل کی تمثیلات و شواہد ان کی عبارات منقولہ سابق مین موجود ہین۔ اور علاوہ بران چند تمثیلات و شواہد ذیل مین ذکر کئے جاتی ہین۔

(۱) آپنے احادیث متضمنہ ذکر دجال مسعود کو غیر صحیح و موضوع بنانے کی غرض سے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمین اسکے (یعنی ابن صیاد کے) حال مین ابھی تک اشتباہ ہے۔ (یہ فقرہ بقلم جلی آپکے رسالہ ازالہ کے (۲۲۵) مین بعینہ موجود ہے۔ اور مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۴) مین آپنے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا ہے کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون۔ (یہ بھی آپ ہی کے الفاظ ہین) حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین یہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین۔ اور جب آپسے مباحثہ لودہانہ مین آنحضرت سے اس قول کی مروی ہونیکا ثبوت طلب کیا گیا تو آپنے جابر بن عبد اللہ کا یہ قول کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے رہے شرح السنہ مین مروی ہے اور وہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے پیش کیا اور آخر مباحثہ تک آنحضرت صلعم سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

(۲) احادیث کو موضوع ٹہرانیکی غرض سے آپنے ایک حدیث کو وضع کیا اور آمین صحابہ پر افترا کیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ احادیث کو صحیح مسلم مین موجود بتایا۔ چنانچہ مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۴) مین آپنے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم مین ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے +

حالانکہ صحیح مسلم مین احادیث کا نام و نشان نہین جسمین اجماع صحابہ کا ذکر ہو یا اشارہ ہو۔ مباحثہ لودہانہ مین آپسے احادیث اور اجماع کی سند پوچھی گئی تو آپنے حضرت ابو سعید خدری کے اس قول کی کہ ابن صیاد نے ان کے پاس شکایت کی کہ لوگ اسکو دجال موعود سمجھتے ہین۔ نشان دہی کی۔ جسمین نہ اس اجماع کا صریح ذکر پایا جاتا ہے نہ اسکی

طرف وہان کوئی اشارہ ہے صرف غیر معین لوگون کا ابن صیاد کو دجال کہنا مفہوم ہوتا ہے جسکے مقابلہ مین بہت صحابہ کا جن مین خود ابو سعید خدری داخل ہین ابن صیاد کو دجال موعود نہ سمجہنا بلکہ اور شخص کو دجال موعود سمجہنا اسی کتاب صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جسمین حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے آپنے ایک افترا بعض علماء امت پر کیا اور ازالہ کے صفحہ ۲۱۸ مین لکہا ہے کہ بعض علما کہتے ہین کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ وہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین اُتریگا جہان حضرت مہدی ہونگے حالانکہ علماء اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہین ہوا جسنے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ علماے اسلام نے اُن سبہی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے اور یہہ کہا ہے حضرت مسیح بیت المقدس مین اُترین گے۔

ابن ماجہ کے حاشیہ مین بصفحہ ۳۰۶ — جو دمشق کیجانب مشرق مین ہی وہین مسلمانون کا لشکر ہوگا۔ اور وہ اُردن ہی کے علاقہ مین ہوگا۔ اسی جگہہ خدا تعالے منارہ سفید بنا دے گا۔

قال الحافظ ابن کثیر وقد ورد فی بعض الاحادیث ان عیسے علیہ السلام ینزل بیت المقدس وفی روایۃ بالاردن وفی روایۃ بمعسکر المسلمین فاللہ اعلم قلت حدیث النزول بہ بیت المقدس عند المصنف وھو عندی ارجح ولا ینافی سائر الروایات لان بیت المقدس ھو شرقی دمشق وھو معسکر المسلمین اذ ذاک والاردن اسم الکورۃ کذا فی الصحاح وبیت المقدس داخل لہ فاتفقت الروایات فان لم یکن فی بیت المقدس الان منارۃ بیضاء فلابد ان تحدث قبل نزولہ حاشیہ ابن ماجہ

لودہانہ کے مباحثہ مین آپسے اس قول بعض علماء کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو آپنے ایسا جواب دیا جس سے آپکے اس افترا کا اور یقین ہوا +

(۴) اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف وتاویل کرنیکی غرض سے ایک افترا آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسحدیث کی نسبت جسمین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اسمین (اسکو ابن قطن کے مشابہہ کہا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہی کہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے ازالہ صفحہ ۲۰۶ اور کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے ہین کہ میرا یہہ ایک کشف یا خواب ہے، (ازالہ صفحہ ۲۰۷) اور کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسبات کا اقرار فرماتے ہین کہ یہہ سب بیانات میرے مکاشفات مین سے ہین۔ (ازالہ صفحہ ۲۳۲) حالانکہ کسی حدیث مین آنحضرت سے یہ اقوال مروی نہین حدیث مین آنحضرت کا دجال کو طواف کرتے دیکھنا۔ اور ابن قطن سے تشبیہ دینا مروی ہے اسکو تسلیم بن کیا جائیگا کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص (جسکو دین سے تعلق ہے اور کذب سے احتراز) اسکو آنحضرت کا قول اور صاف وصریح اقرار نہین ٹہرا سکتا۔

اس افترا سے آپکی غرض (جسکو آپنے ازالہ کے صفحہ ۲۳۲ مین ظاہر کیا ہے) یہ ہے کہ اسی پر حدیث دمشقی وغیرہ قیاس کرین اور انکو بھی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دیکر تعبیر اور تاویل کا محتاج بنادین اور اُنکے ظاہری معنی سے اکمہ پہیر سکین جو کمال جرأت ومحض افترا ہے۔

(۵) ان احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف اور تاویل کی غرض سے آپنے اُسحدیث کے ترجمہ مین جسمین یہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہوکر نزول کرین گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال وجواب کا افترا کیا۔ اور ازالہ کے صفحہ ۲۰۱ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تمہارا اسدن کیا حال ہوگا جسدن ابن مریم تم مین نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی امام ہوگا۔ اور تم ہی مین سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔ اور ازالہ کے

ہیں فقط آپ نے ترجمہ و جواب میں اتنا کرد و کہ لفظ حدیث کا بھی از قلم کیا اور لکھدیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسکو صحیح ہے ابن مریم ہی بیچ تم تمہارا امام تمکم منکم جو لائقہ حدیث کے کسی طریق میں آنحضرت سے یہ سوال و جواب منقول نہیں ہے۔ اور نہ لفظ منکم حدیث میں آنحضرت سے مروی ہے اس سوال و جواب کے اختراع سے آپکا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئینگے تو اسوقت مسلمانوں کا امام موجود ہوگا (جس سے عام اہل اسلام کے اعتقاد میں حضرت امام مہدی مراد ہیں) اور وہ آپکے خیال اور دعوے کی جڑ کاٹ رہا ہے کیونکہ اسوقت امام مہدی موجود نہیں تو آپ مسیح موعود کیونکر بن سکتے ہیں۔ اسکا جواب ادا ہوا۔ یہ سوچکر آپنے چاہا کہ چلو امام مہدی بھی ہم خود ہی بن جائیں۔ اور حدیث کے یہ معنے ٹھہرائیں کہ جو مسیح آئیگا وہی امام مہدی ہوگا۔ اور یہہ سوال و جواب بنایا۔ اور جواب میں لفظ "بل" بڑھایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا۔ مگر یہہ نہ سوچا

عن جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيمة قال فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (صحیح مسلم ص ۱۷۶)

کہ دوسری حدیث صحیح مسلم میں صاف آیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اتر آئینگے تو ان کا (یعنے مسلمانوں کا) امیر (یعنے امام) انکو کہیگا کہ آپ آئیں نماز پڑھائیں وہ اس امام کو یہ جواب دینگے نہیں۔ امیر (یعنی امام) تم ہی میں سے ہونا چاہئیے۔ یہہ کہنا اس امت محمدیہ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا جو خدا کی طرف سے اسکو حاصل ہے۔

اس قسم کی تاویلات و تحریفات اور بالخصوص وضع احادیث و اقوال آپکی طریق عملی میں اور بکثرت پائی جاتی ہیں اور آپکی تصنیفات کے صدہا صفحات میں موجود ہیں۔ ان چند اشارہ و عقائد و مقالات و طریق عملی میرزا قادیانی کو عرض کر کے علمائے اسلام

سے یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقاید و مقالات و طریق عملی مین اسلام خصوصا مذہب اہل سنت کا پابند و پیرو ہے یا اس سے خارج بشق اول علماے ربانی نصوص کتاب و سنت و اقوال سلف امت اہل قرون ثلثہ اسکی تایید مین نقل کرین قرون ثلثہ کے مابعد کے علما یا صوفیون کے اقوال بلا دلیل کتاب اللہ و سنت معرض نقل مین نہ لاوین و بشق ثانی وہ علماے ربانی یہ فرمائین کہ ان عقاید و مقالات اور طریق عملی خصوصا اسکے دعوے نبوت و اشاعت اکاذیب و وضع احادیث کاذبہ در ذم احادیث صحیحہ و تحریف معانی نصوص کی نظر سے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کے خارج ہونیکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ایک دجال اور اسکے ان عقائد و خیالات و طریق عملی مین پیرو ان و ہم مشربون کو ذریات دجال کہہ سکتے ہین یا نہین اور ایسے عقائد و مقالات و طریق عملی کے ساتھ کوئی شخص شمہ عاد عقلا دلی اور ملہم و محدث و مجدد ہو سکتا ہے یا نہین۔ بینوا توجروا +

الجواب

ان عقاید و مقالات اور اس طریق عملی مین مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصا مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ یہ عقاید و مقالات و طریق عملی اسلامی و سنی نہین بلکہ انمجملہ بعض عقاید و مقالات یونانی فلاسفہ کے ہین۔ بعض ہندؤن سیرون و یدکے بعض نیچریون کے بعض اضداے کے بعض اہل بدعت و ضلالت کے اور اسکا طریق عملی ملحدین باطنیہ* وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے۔ اور اسکے دعوے نبوت اور اشاعت اکاذیب

* باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے۔ جسکا ذکر صفحہ مین آئیگا اس مقام مین ان کی تمادیلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہین۔ جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد

(۱۹۵)

اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً سکوان تیس دجالون مین سے جن کی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اور اسکے پیروان وہم مشربون کو ذریات دجال۔ یہہ لوگ دجال نہون تو پہر احادیث نبویہ کا جن مین تیس دجالون کذابون کی خبر دیگئی ہو کوئی مصداق نہین ہو سکتا۔ اور اس اعتقاد و عمل کے ساتہہ کوئی شخص شرعاً و عقلاً ولی و ملہم و محدث نہین ہو سکتا۔ اس عمل و اعتقاد کا شخص خدا کا ملہم و مخاطب ہو تو انبیا و ملہمین سابقین کا الہام بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل بطور تمثیل ذیل مین معروض ہے۔ قادیانی کا کواکب و سیارات و افلاک کے لئے نفوس و ارواح تجویز کرنا یونان کے فلاسفہ اشراقین و ہندوان پیروان وید کا مذہب ہے (چنانچہ قادیانی اس امر کا صفحہ (۳۳) توضیح المرام مین خود معترف ہوا ہے)۔ اسلام نے یہہ اعتقاد مسلمانون کو نہین سکہایا۔ اور قرآن و حدیث مین جو اسلام کے اصل اصول ہین اسکا کہین ذکر پایا نہین گیا۔ اور جو بعض متاخرین صوفیہ نے بہ تقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدہ و مکاشفہ سے ان ارواح کو تسلیم کیا ہے وہ مذہب اسلام نہین ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب و سنت مین اس اعتقاد کا ثبوت پایا نہین جاتا۔ اور ان صوفیون نے خود بہی اس اعتقاد کو اعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہین دیا۔ صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔ لہذا ان صوفیون کا

اور اس کے اتباع کی تاویلات اسی قسم کی تاویلات ہین اور سب کا طریق ایک ہے ملاحدہ سبعیہ کا یہہ مذہب ہے کہ **وضو** سے امام وقت کی دوستی مراد ہے۔ اور **زکوۃ** سے تزکیہ نفس۔ اور **کعبہ** سے ذات نبی علیہ السلام۔ اور **صفا مروہ** سے جناب امامین حسن حسین علیہما السلام۔ اور **احتلام** سے افشاے اسرار امام وقت۔ اور **غسل** سے امام وقت کے جناب مین دوبارہ عہد و بیعت کرنا۔ اور **جنت** سے جسم کو آسایش و آرام دینا۔ اور **دوزخ** سے تکلیفات اُٹہانا۔

مکاشفہ سے وجودان ارواحن کو تسلیم کرنا اس اعتقاد کو داخل اسلام نہیں بنا سکتا اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب و اعتقاد کو جزو اسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث (من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو رد) یعنے جو شخص ہمارے دین میں وہ عمل یا اعتقاد از خود پیدا کرے جو بحکم قرآن و حدیث اسمیں سے نہو تو وہ لائق رد ہے قابل قبول نہیں ہے۔ قادیانی کے اس خیال کا ابطال ان نصوص و اقوال سے بھی ہو گا جو اسکے اقوال آیندہ کے ابطال کے لئے پیش کئے جائیں گے ✤

اور قادیانی کا نفوس فلکیہ و ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا بھی ان فلاسفہ کا احداث ہے جو فلسفہ کے ساتھ اسلام کے قائل ہیں انہوں نے فلسفہ کو اسلام سے ملایا ہے اور تن زیب میں گاڑھے کا پیوند لگانا چاہا ہے۔ کتاب اللہ و سنت میں کہیں اس مذہب کا ثبوت پایا نہیں جاتا ✤

سے جسم کو آسایش و آرام دینا۔ اور دوزخ سے تکلیفات اٹھانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسیطرح ملاحدہ باطنیہ کی بہہ رہے ہے کہ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ خلفائے ثلثہ کے من گھڑت احکام ہیں اور روزہ رمضان خاص۔ بدعت عمری ہے۔ ملاحدہ منصوریہ کہتے ہیں کہ جنت سے امام وقت اور دوزخ سے اس کے دشمن مراد ہیں۔ جیسے ابوبکر و عمر وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ عبدالعزیز دھلوی علیہ الرحمتہ اپنے تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد میں ان فرقوں کو باین عقل و شعور نہایت غلبہ اور کمال تسلط حاصل تھا۔ جسکے بعد انہوں نے ایک عالم کو گمراہ کیا۔ دانشمندوں کو یہ ستم کی عبرت حاصل ہونیکا مقام ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر صفحہ ۳۰۰ جلد ۱ مین ملائکہ کے متعلق لوگون کے مذاہب بیان کئے ہین تو ان مین فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ ارواح کواکب ہین چنانچہ فرمایا ہے۔

ثانیهما قول الفلاسفة وهی انها جواهر قائمة بانفسها لیست بمتحیزة البتة وانها بالماهیة مخالفة لانواع النفوس الناطقة البشریة وانها اکمل قوة منها واکثر علما منها وانها للنفوس البشریة جاریة مجری الشمس بالنسبة الی الاضواء ثم ان هذه الجواهر علی قسمین منها ما هی بالنسبة الی اجرام الافلاک والکواکب کنفوسنا الناطقة بالنسبة الی ابداننا ومنها ما هی لا علی شیء من تدبیر الافلاک بل هی مستغرقة فی معرفة الله ومحبته ومشتغلة بطاعته وهذا القسم من الملائکة هم المقربون ونسبتهم الی الملائکة الذین یدبرون السموات کنسبة اولئک المدبرین الی نفوسنا الناطقة فهذان القسمان وان اتفقت الفلاسفة علی اثباتهما فمنهم من اثبت نوعا اخر من الملائکة وهی الملائکة

دوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملائکہ جواہر یعنے بذات خود قائم ہین۔ مگر وہ کسی حیز (مکان) مین جاگزین نہین ہوتے اور ان کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے وہ ان سے قوی تر اور علم مین بڑھکر ہین۔ ان کو انسانی نفوس سے وہ نسبت ہے جو روشنی کو سورج سے نسبت ہے۔ پھر یہ جواہر دو قسم ہین بعضے ایسے ہین جن کو افلاک و کواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوس ناطقہ کو ہمارے بدنون سے ہے اور بعض ایسے ہین جنکو اجسام فلکیہ کی تدبیر سے کوئی تعلق نہین ہے (یعنے وہ اس کے مدبر نہین بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت مین مستغرق اور اس کے حکم بجا آوری مین مشغول ہین۔ اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہین انکو ملائکہ مدبرین اجسام فلکیہ سے وہ نسبت ہے جو ان مدبرین افلاک کو ہمارے

الارضیۃ المدبرۃ لاحوال ھذا العالم السفلی ثم ان المدبرات لھذا العالم ان کانت خیرۃ فھم الملائکۃ وان کانت شریرۃ فھم الشیاطین (تفسیر کبیر)

نفوس ناطقہ سے نسبت ہے ان دونون قسمون کے ماننے پر فلاسفہ کا اتفاق ہے بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہین وہ زمین کے ملائکہ ہین جنکو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہین تو وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اگر بری ہین تو وہ شیاطین ہین"

اور قادیانی کا جملہ حوادث و کائنات عالم کو ستارون کی تاثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیون اور ہندوون اور مجوسیون اور ثنویہ اور بت پرستون کا مذہب ہے۔ ہندوان قائلین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح مرام کے صفحہ (۳۳) مین بیان کیا ہے بت پرست اور مجوس و ثنویہ کا قائل ہونا امام رازی کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۷ مین فرماتے ہین۔

وثانیھا قول طوائف من عبدۃ الاوثان وھو ان الملائکۃ ھی الحقیقۃ فی ھذہ الکواکب الموصوفۃ بالاسعاد والانحاس فانھا بزعمھم احیاء ناطقۃ وان المسعدات منھا ملائکۃ الرحمۃ والمنحسات ملائکۃ العذاب وثالثھا قول معظم المجوس والثنویۃ وھو ان ھذا العالم مرکب من اصلین ازلیین وھما النور والظلمۃ وھما فی الحقیقۃ جوھران شفافان مختاران قادران متضاد الجنس والصورۃ مختلفا

دوسرا قول کئی بت پرست جماعتون کا ہے وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہین جو سعد اور نحس کہلاتے ہین۔ انکے اعتقاد مین یہ ستارے زندہ ہین۔ اور گویا ہین اور ان مین جو سعد (نیک) ہین وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہین۔ اور جو نحس ہین وہ عذاب کے فرشتے تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہین۔) وہ کہتے ہین عالم درحقیقت دو اصول (مادہ) سے مرکب ہے جو ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ ان مین

فضل و تدبیر جوہر منور فاضل
جوہر ظلمانی طیب الریح کریہ النفس
یسرّ و لا یضرّ و نفع و لا یمنع و یحیی
و لا یبلی و جوہر الظلمۃ علی ضد ذلک
فتلک جواہر النور لم یزل یولد الاولیاء
و ہم الملائکۃ لا علی سبیل التناکح
بل علی سبیل تولد الحکمۃ من الحکیم
و الضوء من المضیئ و جوہر الظلمۃ لم
یزل یولد الاعداء و ہم الشیاطین
علی سبیل تولد السفہ من السفیہ علی
سبیل التناکح۔ تفسیر کبیر ص ۳۷ جلد ۱۹

یک نور ہے دوسرا اندھیرا اور وہ
حقیقت مین جوہر شفاف ہین خود
مختار قادر جنس و صورت مین باہم
مختلف فضل و تدبیر مین جداگانہ۔ تنویر
کا جوہر بہتر اور ستھرا اور سچی ہے خوش
کرتا ہے ضرر نہین پہنچاتا۔ نفع
دیتا ہے فائدہ کو نہین روکتا زندہ کرتا ہے
مارتا اور بوسیدہ نہین کرتا۔ اندھیرے کا
جوہر اسکے مخالف ہے پہر نور کے جوہر
سے ہمیشہ دوست پیدا ہوتے ہین
جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور

روشن چیز سے روشنی اور وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اندھیرے کے جوہر سے
دشمن پیدا ہوتے ہین جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے اور وہ شیاطین کہلاتے ہین
قادیانی نے بڑی جرأت کی ہے کہ ان باتون کو قرآن سے ثابت بتایا ہے اس
جرأت مین قادیانی نے خدا پر افترا کیا ہے کسی آیہ قرآن مین یہ ارشاد نہین ہوا کہ
کواکب و سیارات کے لئے ارواح ہین اور وہی کائنات الارض کے وجود مین مؤثر
ہین اور وہی ملائکہ ہین جو انبیاء وغیرہ ہمین کی روحانی تربیت کر رہے ہین اور نہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اعتقاد تاثیر کواکب
کو تو قرآن شریف نے اشارۃً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ناشکری
و کفر قرار دیا ہے۔ قرآن مین ارشاد ہے کہ کیا تمہاری یہی شکرگذاری ہے کہ تم
تجعلون رزقکم انکم تکذبون (الواقعہ رکوع ۳) خدا کو جھٹلاتے ہو جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو

کہ فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ مقام حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندون مین کوئی مجھپر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے سو جو یہ کہے کہ ہمپر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے تو وہ مجھپر ایمان لانے والا ہے اور ستارون سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے فلان مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستارون پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

عن زید بن خالد الجهنی انه صلی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیلة فلما انصرف النبی صلی الله علیه وسلم اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادی مومن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلک مومن بی وکافر بالکوکب واما من قال بنوء کذا فذلک کافر بی ومومن بالکوکب (بخاری ص۱۴۰ مسلم ص۵۹)

صحیح مسلم کی ایک حدیث مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بارش ہوئی۔ تو آپنے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندون سے کوئی شاکر ہے کوئی کافر شاکر کہتے ہین یہ بارش خدا کی رحمت ہے بعض کافر کہتے ہین فلان فلان ستارہ کا

عن ابن عباس قال مطر الناس علی عهد رسول الله صلی الله وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبح من الناس شاکر ومنهم کافر قالوا هذه رحمة الله وقال بعضهم لقد صدق نوء کذا وکذا قال

حدیث صحیح ۲ یہ فلاں قسم
یہ ہے جو حق ہے خدا نے
کہ کذا بولوں (مسلمانوں)

غرب سے چاند جو بارش ہوتی اسپر
آیت نزی جو بصفحہ ۱۴۵ منقول
ہوئی۔

امام نووی شرح مسلم کے صفحہ ۱۲ مین فرماتے ہین کہ جو یہ کہے

امعنی الحدیث فاختلف العلماء فی کفر من قال مطرنا بنوء کذا علی قولین احدھما ھو کفر باللہ تعالی سالب لاصل الایمان مخرج من ملۃ الاسلام قالوا وھذا فی من قال ذلک معتقدًا ان الکواکب فاعل منشئ للمطر کما کان بعض اھل الجاھلیۃ یزعم ومن اعتقد ھذا فلا شک فی کفرہ وھذا القول الذی ذھب الیہ جماھیر العلماء والشافعی منھم وھو ظاھر الحدیث قالوا وعلی ھذا لو قال مطرنا بنوء کذا معتقدا انہ من اللہ وبرحمتہ وان النوء میقاتہ وعلامۃ اعتبارا بالعادۃ فانہ قال مطرنا فی وقت کذا فھذا لا یکفر واختلفوا فی کراھیتہ والاظھر کراھۃ تنزیھہ وسببہ الکراھۃ انھا کلمۃ متردۃ بین الکفر وغیرہ فیساء الظن بصاحبھا ولانھا شعار الجاھلیۃ ومن سلک مسلکھم والقول الثانی فی اصل تاویل الحدیث ان المراد کفر نعمۃ اللہ تعالی واقتصارہ علی اضافۃ الغیث الی الکواکب وھذا فیمن لا یعتقد تدبیر الکواکب ۔ (شرح مسلم ص۵۹)

کہ فلان ستارہ کے سبب بارش ہوئی اوس کے کفر کی تفسیر مین علما کے دو قول ہین اول یہ کہ خدا کے ساتھ کفر ہے ایمان کو دور کرنے والا اسلام کے دائرہ سے نکل لینے والا یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو اعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے۔ جیسا کہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا دوسرا قول یہ کہ اس سے کفران نعمت یعنی (ناشکری) مراد ہے یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو ستارہ کو

مدبر و مؤثر نہ سمجھے یعنے صرف علامت ظہور تاثیر خداوندی خیال کرے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ ایام جاہلیت مین یہ اعتقاد تہا کہ

وکانوا فی الجاهلیة یظنون ان نزول الغیث بواسطة النوء اما بصنعهم علی زعمهم واما بعلامته فابطل الشرع قولهم وجعله کفرا فان اعتقد انه فاعل ذلك ان النوء صنعا فی ذلك فکفره کفر تشریك وان اعتقد ان ذلك من قبیل التجربة فلیس بشرك لکن یجوز اطلاق الکفر علیه وارادة کفر النعمة لانه لم یقع فی شیئ من طرق الحدیث بین الکفر والشکر واسطة فیحمل الکفر فیه علی المعنیین لتناول الامرین۔

(فتح الباری ص۳۳۴ ج ۲)

بارش ستارون کے نفل سے یا ہونگی (مقررہ) علامت سے ہوتی ہے۔ سو شارع نے اون دونو خیالون کو باطل کیا اور کفر ٹھرایا سو اگر یہ اعتقاد ہو کہ نفل ستارہ کا اسمین دخل ہے تو یہ شرک ہے اور اگر صرف یہ اعتقاد ہو کہ تجربہ سے روسے ہے تو یہ شرک نہین مگر اسکو کفر بمعنے ناشکری کہہ سکتے ہین۔

ان احادیث سے یہ شہادت اقوال علما صاف ثابت ہے کہ ستارون کو بارش مین موثر و سبب وجود سمجھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر قرار دیا ہے۔ اسکو کفر ملت سمجھین خواہ کفر نعمت اب احادیث و کائنات مین تاثیر بخود کی اعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ

عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد رواه ابو داؤد والعمل فابن ماجة (مشکوٰة ص۳۸۵)

آپ نے فرمایا جس نے علم نجوم سے کچھ حاصل کیا اوس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا جسقدر اوسمین زیادتی کریگا سحر مین زیادتی کریگا۔

سلہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسنے تجربہ کو لازم و واجب الاثر سمجھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم من اقتبس بابًا من علم النجوم لغیر ما ذکر الله فقد اقتبس شعبۃ من السحر المنجم کاهن والکاهن ساحر والساحر کافر رواہ رزین (مشکوٰۃ ص۳۸۶)

ایک حدیث مین آپنے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کوئی باب (حصہ) حاصل کیا یعنے اوسکی تاثیرات وفوائد کا علم سیکھا بجز ان فوائد کے جو خدا تعالےٰ نے بیان کئے ہین (چنانچہ قتادہ کی روایت مین انکی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنیوالا) اور اسکا معتقد کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے

حضرت **شاہ ولی اللہ** صاحب محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ

واما علم النجوم فلا یعد ان یکون لهما حقیقۃ متا فان الشرع انما اتی بالنهی عن الاشتغال به لا نفی الحقیقۃ البتۃ واما توارث السلف الصالح ترک الاشتغال به وذم المشتغلین وعدم القول بتلک التاثیرات لا القول بالعدم اصلا ۔ ۔ ولکن الناس جمیعًا ترغلوا فی هذا العلم ترغلا شدیدا حتی صار مظنۃ لکفر الله وعدم الایمان به فعسی ان لا یقول صاحب تدقیق هذا العلم مطرنا بفضل الله ورحمته من صمیم قلبه بل یقول مطرنا بنوء کذا وکذا فیکون صادقًا عن تحقق الاثر الذی هو لاصل فی النجاۃ واما النجوم ما لا یفید جهله ... حتی ... یکون ... ونهی من تعلمه

مین حقیقت نجوم کو ممکن تسلیم کرنے اور اوسکی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ اس علم نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو برا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل ومعتقد نہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آتا ہے اور اس علم مین توغل مظنہ کفر ہے اور پیغمبر صاحب ملت کا یہ فرض نتھا کہ اسکے ذکر کو مٹادے اور

ویجهر بان من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد ومثل ذلك مثل التورة والانجيل شدد النبي صلى الله عليه وسلم على من اراد ان ينظر فيهما لكونهما محرفة و مظنة لعدم الانقياد للقران العظيم ولذلك نهوا عنه هذا ما ادى اليه رائنا وتفحصنا فان ثبت من السنة ما يدل على خلاف ذلك فالامر على ما في السنة

حجة الله البالغة ص ۳۷۷

اسکے سیکھنے سے لوگون کو روک دے اور پکار کر یہہ کہدے کہ جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرتا ہے وہ سحر کا ایک شعبہ حاصل کرتا ہے شاہ صاحب کا کلام اس باب مین ایک نص قطعی ہے کہ شریعت اور اسلام مین نجوم کی تاثیرات کے اعتقاد سے منع کیا گیا ہے گو نفس الامر مین خدا تعالی نے ان مین تاثیرات رکہے ہون اور وہ واقعی و ممکن وغیرہ مستبعد ہون۔

اور صحیح بخاری مین حکم نجوم کے بیان مین ایک باب منعقد کر کے اسمین قتادہ

باب في النجوم وقال قتادة لقد زينا السماء الدنيا بمصابيح خلق هذه النجوم لثلث جعلها زينة للسماء ورجوما للشياطين وعلامات يهتدى بها فمن تاول فيها بغير ذلك اخطا واضاع نصيبه وتكلف ما لا علم له بخاری ص ۴۵۴ وفي رواية رزين تكلف ما لا يعنيه وما لا علم له به وما عجز عن علمه الانبياء والملائكة وعن الربيع مثله و زاد والله ما جعل الله في نجم حيوة احد ولا رزقه ولا موته وانما يفترون على الله الكذب ويتعللون بالنجوم (مشکوٰۃ ص ۳۲۰)

سے نقل کیا کہ یہ ستارے تین فوائد کے لئے پیدا کئے گئے ہین (۱) خدا تعالے نے انکو آسمانون کے لئے زینت بنایا ہے (۲) انسے شیاطین کو جو آسمانون پر احکام سننے کو چڑہتے ہین۔ مارا جاتا ہی (۳) وہ علامات ہین (جنکے سمت سے جنگلون اور دریایون مین راستہ پہچانا جاتا ہے) پہر جو شخص ان ستارون سے اور اغراض و فوائد کا ہونا بیان کرے تو وہ خطاکار ہے اور اپنا حصہ (فہم قرآن سے) ضائع کرتا ہے

وصححہ ابن حمید عن معمر عن
سعید بن قتادۃ وخولہ واتخذ ناسا
جہلۃ بامرہ قد احدثوا فی ھذہ
النجوم کھانۃ من غرس یغرس کذا
کان کذا ومن سافر بنجم کذا کان
کذا ولعمری ما من النجوم نجم
الا ربما ولد بہ الطویل والقصیر
والاحمر والابیض والحسن
والدمیم وما علم ھذہ النجوم
وھذہ الدابۃ وھذا الطائر شیئا
من ھذا الغیب انتھی۔ وبھذہ
الزیادۃ تظھر مناسبۃ ایراد المصنف
ما اورد ہ من تفسیر الاشیاء التی
ذکرھا من القرآن وان کان ذکر بعضھا
وقع استطرادا واللہ اعلم قال الدارمی
قول قتادۃ فی النجوم حسن الا قولہ اخطأ
واضاع نفسہ فانہ قصر فی ذلک بل قائل
ذلک کافر انتھی والمتعین الکفر فی حق من
قام بہ ذلک واما تکفیر من نسب الاختراع
بعض جعلہ علۃ علی العادۃ فی
(فتح الباری ص۲۱۳ ج۲)

ہوئے یہ تکلف کرتا ہے جسکا علم
نہیں ہے من نہیں زین کی روایت
مین یہ بھی ہے کہ وہ شخص اس امر کے
ہونے کے لیے تکلف کرتا ہے جسکے جاننے
سے انبیاء و ملائکہ بھی عاجز ہین ایسا ہی
ربیع بن زیاد سے زین نے نقل کیا ہے
اسکے اسپر یہ بھی بڑہایا ہے کہ نجد اخذ تعالی
نے کسی ستارہ کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب
بنایا ہے نہ موت کا نہ زرخ کا نجومی جھوٹ
بولتے ہین کہ وہ ستارون کو علل الاسباب جانتے
بنالیتے ہین فتح الباری مین کہا ہے کہ اس
قول قتادہ کی سند عبد بن حمید نے بیان
کی ہے اور اسکے آخر مین یہ بڑہا دیا ہے کہ
خدا کے حکم یا نشان سے جاہل لوگون نے
ستارون مین یہ باتین از خود نکالی ہین کہ فلان
ستارہ کے وقت درخت لگادے تو یہ ہوگا۔
فلان ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا
ہوگا۔ اور ہر ایک ستارہ کی تاثیر سے کوئی دراز
قامت پیدا ہوتا ہے۔ کوئی پست قامت
کوئی سرخ کوئی سفید۔ کوئی خوب
صورت کوئی کوئی بدصورت۔ اور

ستاروں اور چوپایوں اور جانوروں کے یہ علوم علم غیب سے نہیں ہے۔ داؤد نے کہا ہے قتادہ کا یہ قول اچھا ہے۔ مگر اس اعتقاد و قول جاہلیت کو صرف خطا کہنا اسکی کوتاہی ہے ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے (صاحب فتح الباری کہتے ہیں) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہیں ہو سکتا کافر اسی کو کہا جاتا ہے جو ستاروں کو مخترع (یعنے موجد و موثر کہے) اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین میں خدای تعالے کی قدرت و تاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہیں تو وہ کافر نہیں ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پرانے فلسفی اور قادیانی اُن کو اک کو صرف علامات نہیں سمجھتے بلکہ انکو موثر جانتے ہیں اور انکی تاثیرات کے قائل ہیں لہذا انکا اعتقاد وہی اعتقاد ہے جسکو عبارات مذکورہ میں حقیقی کفر کہا گیا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعی اسلام ہے وہ خدای تعالے کو عالم کا خالق و موجد جانتا ہے ستاروں کا خالق و موجد بھی خدا تعالی ہی کو سمجھتا ہے لہذا اسکا ستاروں کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستاروں کو خدا تعالے نے عطا فرمائی ہے پھر انکی تاثیر کا اعتقاد کفر کیونکر ہوا تو اسکے جواب میں کہا جائیگا کہ پرانے فلسفی تو مجوسی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ستاروں کا خالق خدائے تعالے ہے اور اسی نے ستاروں میں یہ تاثیرات پیدا کر دی ہیں ایسا کوئی فلسفی یا مجوسی (مجوسی زردشت کے) نہیں جو ستاروں کو خدا کا مخلوق نہ سمجھتا ہو یا انکی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو با این ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہیں تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے۔

اس اعتقادِ تاثیر کو باوجود اس اعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے اور اسکی مخلوق ہے کفر ٹھیرانے کی عقلی وجہ اور سکا راز یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہیں وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ تاثیر ستاروں کے لیے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستاروں سے جدا ہونا محال ہے خدا تعالے نے اس تاثیر کو پیدا تو کر دیا مگر وہ اب اس تاثیر کے معدوم کرنے پر قادر

سیمین ہو۔ اپنے اعتقاد میں وہ دوسرے بادشاہ کی مانند جبل نہیں سکتا اس
وجہ سے مذہب صرف تاثیرات نجوم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ جملہ اسباب مسببات
عالم کی نسبت وہی اعتقاد رکھتے ہیں اور اسباب و مسببات میں تلازم کو وہ واجب اور
عدم تلازم کو محال جانتے ہیں اور اسکو قانون قدرت (یا انگریزی والے لاز آف نیچر)
کہتے ہیں اور اسکی تبدیل و تغییر سے خدا تعالے کو عاجز و غیر قادر جانتے ہیں۔ اور اُسکے کفر
ہونے میں اہل اسلام کو کیا شک ہے۔

اہل اسلام خدا تعالیٰ کو فاعل با اختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہیں اور یہ اعتقاد
رکھتے ہیں کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہوتے ہیں وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہیں اور اُسی کی
قدرت و اختیار میں ہیں وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا
ہے تو اُنسے اُن آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے۔ وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ
سے پانی کا کام **الغرض** اہل اسلام کے نزدیک مؤثر خدا تعالے ہے اسباب
عالم اسکی تاثیر کے ظہور کے محل ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیرات نجوم جسکے قرآن سے ثابت ہونے کا قادیانی
مدعی ہے قرآن سے ثابت نہیں بلکہ قرآن اور حدیث اور علماء اسلام نے اسکو
کفر قرار دیا ہے کفر حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو خواہ کفران نعمت۔ اور
اعتقاد تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤں کا مذہب ہے اور قادیانی اس اعتقاد
میں انہیں کا پیرو اور مقلد ہے نہ پیرو اسلام۔ اور قادیانی کا حضرت جبرئیل
و ملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیوں اور نیچریوں کے
اصول پر مبنی ہے جسکا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے۔ اور جبرئیل وغیرہ ملائکہ کے صور محسوسہ
کو جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دیکھتے اُنکی خیالی صورت اور عکسی تصویر قرار دینا
بھی نیچریوں کی تجویز ہے جو سر سید احمد خانصاحب کی تفسیر میں بیان[1] ہوئی

[1] دیکھو تفسیر صفحہ وغیرہ جلد ۱ صفحہ ۲ کا مقام مریم علیہ السلام کا صورت جبرئیل کو۔

علمائے اسلام کے نزدیک احادیث نزول و رویت جبریل میں یہ تاویل کرنا معانی نصوص میں تحریف کرنا ہے جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۹ میں کہا ہے۔ قرآن و حدیث کے نصوص (یعنی صاف عبارتوں) سے انکے ظاہری معانی مراد لیے جائینگے جبتک کوئی قطعی دلیل اُن معانی سے نہ پھیرے۔ اور ان ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جنکے اہل باطن مدعی ہیں اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بننا ہے۔ باطنیہ ملحد لوگ ہیں انکو باطنیہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ عبارات واضح قرآن کی نسبت یہ دعوی کرتے ہیں کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہیں بلکہ باطنی معنے مراد ہیں جنکو وہ انکا معلم کہلاتا ہے۔ اُنکا مقصود اس اصول سے یہ ہے کہ احکام شریعت باطل و بیکار ہو جائیں۔ اس لیے کفر و الحاد اسلیے کہا گیا ہے کہ اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کو جو بطور بداہت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تکذیب پائی جاتی ہے۔

والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي والعدول عنها اى عن الظواهر الى معان يدعيها اهل الباطن وهم الملاحدة وسموا الباطنية لا دعائهم ان النصوص ليست على ظواهرها بل لها معان باطنية لا يعرفها الا المعلم وقصدهم بذلك نفي الشريعة بالكلية الحادا اى ميل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالكفر لكونه تكذيبا للنبي عليه السلام فيما علم مجيئه به بالضرورة واما ما ذهب اليه بعض المحققين من ان النصوص معروفة على ظواهرها ومع ذلك فيها اشارات خفية الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك يمكن التطبيق بينها وبين الظواهر المرادة فهو من كمال الايمان ومحض العرفان

ہیں جو بعض ہل تحقیق کو محل ہیں کہ نصوص قرآن اور حدیث کے ظاہری معانی تو وہی ہیں اور باوجود اسکے ان نصوص میں بعض مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہیں اور وہ اہل سلوک پر کھلتے ہیں اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہیں سو کمال ایمان اور عرفان کی بات ہے۔

ایسا ہی **شرح فقہ اکبر** وغیرہ کتب عقائد میں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اور انکے حواریوں کی تاویلات اس قسم سے نہیں ہیں کہ وہ معانی ظاہریہ کو بھی تسلیم کرتے ہوں و معہذا اسکے اسرار و معانی لطیفہ بیان کرتے ہوں وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہیں اور صاف کہہ چکے کہ نزول جبرئیل سے حقیقۃً نزول مراد نہیں ہے اور جبرئیل کا اپنے ہیڈکوارٹر مثلاً آفتاب سے جدا ہونا نظام شمسی میں فساد پیدا کرتا ہے۔ اور ملک الموت کا بذات خود زمین پر آنا ناممکن ہے و علیٰ ہذا القیاس انہیں اصول مسلمہ اہل اسلام کی شہادت سے قادیانی اور انکے گروہ کی وہ تاویلات جو در باب نزول حضرت مسیح و معجزات مسیح و خروج دجال و یاجوج و ماجوج و لیلۃ القدر و سجود آدم وغیرہ میں وہ کرتے ہیں نصوص کی تحریف و الحاد ہے۔

اور ان سب امور کو اہل اسلام انہیں معانی سے تسلیم کرتے ہیں جو انکے ظاہری معانی ہیں۔

امام نووی شرح مسلم میں بصفحہ ۴۲ جلد ثانی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ اس باب میں موجود ہیں اور عقل و شرع میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں ہے جو اس نزول کو باطل کرے۔ لہٰذا اسکا ثابت رکھنا (یعنے تسلیم کرنا) واجب ہے

قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ نزول عیسےٰ علیہ السلام وقتل الدجال حق وصحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ والجہمیۃ ومن وافقہم وزعموا ان ہذہ

الاحادیث مردودة بقوله تعالی وخاتم النبیین وبقوله صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی وباجماع المسلمین انه لا نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم وان شریعته مؤبدة الی یوم القیمة لا تنسخ وهذا استدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی علیه السلام انه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الاحادیث ولا فی غیرها شیء من هذا بل صحت هذه الاحادیث هنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرها انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعنا ما هجره الناس انتهی (شرح نووی ص ۴۰۲ ج ۲)

معتزلہ اور بعض جہمیہ اور انکے ہم مشرب اسکے منکر ہین انکا یہ خیال ہے کہ وہ احادیث جنمین نزول مسیح کا ذکر ہے اس آیت کے مخالف ہین جسمین آنحضرت ص کو نبیونکا خاتم کہا گیا ہے اور اس قول نبوی کے مخالف ہین کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور مسلمانون کے اس اجماع کے کہ آنحضرت ص کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی مگر انکا ان دلائل سے استدلال ایک فاسد استدلال ہے کسی حدیث مین یہ نہین آیا کہ حضرت عیسے ع ایسے نبی ہوکر آئینگے جو آنحضرت ص کی شریعت کو منسوخ کرینگے یہہ بات نہ ان احادیث نزول مین ہے نہ اور کسی حدیث مین بلکہ کتاب الایمان مین گذر چکا ہے کہ وہ حاکم عادل ہوکر آئینگے ہماری ہی شریعت پر عمل کرینگے اور اس شریعت کے ان امور کو زندہ کرینگے جنکو لوگون نے چہوڑ رکہا ہوگا"

اور اسکے جلد اول مین بصفحہ ۸۷ لکہا ہے ٹہیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان

والصواب ما قدمناه وهو انه لا یقبل الا الاسلام فعلی هذا قد یقال هذا خلاف ما هو حکم الشرع الیوم فان الکتابی اذا بذل الجزیة وجب قبولها ولم یجز قتله ولا اکراهه علی الاسلام وجوابه ان هذا الحکم لیس مستمرا

کر چکے ہین کہ حضرت عیسے ع بجز اسلام کچہہ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کرینگے اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے کیونکہ اسوقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے

(۱۹۷)

ویوم القیمة بل هو مقید بما قبل نزول عیسی ع وقد اخبر النبی صلی الله علیه وسلم فی هذه الاحادیث الصحیحة بنسخه ولیس عیسی علیه السلام هو الناسخ بل نبینا صلی الله علیه وآله وسلم هو المبین للنسخ فان عیسی علیه السلام یحکم بشرعنا فدل علی ان الامتناع من قبول الجزیة فی ذلک الوقت هو شرع نبینا محمد صلی الله علیه وسلم (شرح مسلم ص ۸۷)

اور اسکو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہین ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہ رہے گا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانہ تک رہیگا۔ اس حکم کا بوقت نزول مسیح منسوخ ہو جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث سے ظاہر کر دیا ہے تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسےؑ نہ ٹہیرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہوئے حضرت عیسےؑ اُسوقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہونگے وہ آنحضرتؐ کے اس حکم سے جزیہ موقوف کرینگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسوقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوگا۔ نہ حضرت عیسے علیہ السلام کے حکم سے۔

اور اسکے جلد دوم کے صفحہ ۳۹۹ مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے ان احادیث

قال القاضی هذه الاحادیث التی ذکرها مسلم وغیره فی قصة الدجال حجة لمذهب اهل الحق فی صحة وجوده وانه شخص بعینه ابتلی الله به عباده واقدره علی اشیاء من مقدورات الله تعالی من احیاء الموتی الذی یقتله ومن ظهور زهرة الدنیا والخصب معه وجنته وناره ونهریه واتباع کنوز الارض له وامره السماء ان تمطر فتمطر والارض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذلک بقدرة الله تعالی ومشیته ثم یعجزه الله تعالی

مین جنکو مسلم نے قصہ دجال مین ذکر کیا ہے اہل حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے۔ اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ سے خداے تعالے مسلمانون کا امتحان کرے گا۔ اور اُس کو ایسی چیزون پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت مین داخل ہین جیسے مردہ کو (جسکو وہ مارے گا) زندہ کرنا اور دنیا کی زینت

بعد ذلك فلا يقدر على قتل ذلك الرجل ولا
غيره ويبطل امره ويقتله عيسى عليه السلام و
يثبت الله الذين امنوا هذا مذهب اهل
السنة وجميع المحدثين والفقهاء والنظار
خلافا لمن انكره وابطل امره من الخوارج و
الجهمية وبعض المعتزلة وخلافا للجبائي
المعتزلي وموافقيه من الجهمية وغيرهم في
انه صحيح الوجود لكن الذي يدعي مخارف و
خيالات لا حقائق لها وزعموا انه لو كان
حقا لم يوثق بمعجزات الانبياء صلوات الله
وسلامه وهذا غلط من جميعهم لانه لم يدع
النبوة فيكون ما معه كالتصديق له و
انما يدعي الالهية وهو في نفس دعواه
مكذب لها بصورة حاله ووجود دلائل
الحدوث فيه ونقص صورته وعجزه عن
ازالة العور الذي في عينه وعن ازالة الشاهد
بكفره المكتوب بين عينيه ولهذه الدلائل وغيرها
لا يغتر به الا دعاع من الناس لسد الحاجة و
الفاقة رغبة في سد الرمق وتقية وخوفا من اذاه
لان فتنة عظيمة جدا تدهش العقول وتحير
الالباب مع سرعة مروره في الامر فلا يمكث

اور فراخی اور بہشت اور آگ اور دو نہرون
کا اسکے ساتھہ ہونا اور زمین کے خزانون
کا اُسکے تابع ہونا اور اُسکے کہنے سے
آسمان سے مینہ برسنا اور زمین کا اوگانا یہہ
سب کچھ خدا کی قدرت اور ارادہ سے ہوگا
پہر خداے تعالے اُس کو عاجز کردیگا
تو وہ کسی کے مارنے پر قادر نہ ہوگا۔ اور
اسکا حال بگڑ جائیگا اور حضرت عیسے
علیہ السلام اسکو قتل کرین گے۔ اور
خداے تعالے ایمان والون کو اس امتحان
مین ثابت قدم رکہیگا۔ یہی اہل سنت
اور تمام محدثین وفقہا اور اہل اجتہاد کا
مذہب ہے۔ خوارج۔ بعض معتزلہ۔ اور
جبائی اور اسکے ہم خیال جہمیہ اسکے مخالف
ہین وہ اسکے ہونے کو تو مانتے ہین مگر یہ
کہتے ہین کہ جو وہ کریگا یا دکہائیگا وہ صرف
خیالات ہونگے انکی حقیقت کوئی نہ ہوگی وہ کہتے
ہین کہ اگر وہ امور واقعی ہون تو پہر معجزات
انبیا کا اعتبار نہین رہتا۔ مگر یہہ
اُن کی غلطی ہے۔ کیون کہ وہ
یہہ کرشمات

حیث یتامل الضعفاء حاله ودلائل الحدوث فیه والنقص فیصدقه من یصدقه فی هذه الحالة ولهذا حذرت الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین من فتنته ونبهوا علی نقصه ودلائل ابطاله واما اهل التوفیق فلا یغترون به ویخدعون بما معه لما ذکرناه من الدلائل المکذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله ولهذا یقول له الذی یقتله ثم یحییه ما ازددت فیک الا بصیرة

(شرح مسلم ص ۴۰۴ ج ۲)

دکہانے کیوقت نبوت کا دعویٰ نہ کریگا تاکہ ان امور سے اوسکی اس دعوے کی تصدیق ہو اور وہ معجزات انبیا کے مشابہ ہوکر نبوت مین شبہ وشک ڈال سکین بلکہ وہ ان خوارق کے وقت الوہیت کا دعویٰ جھوٹا کرے گا جو خود بخود باطل ہوگا۔ اور دجال کا ظاہری حال اور اسکی مخلوق ہونے کے دلائل اور اوسکی صورت کا عیب اور اسکا اس عیب کو دور کرنے سے اور اپنی پیشانی سے علامت کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اسکو جھٹلاویگا

اسمین ان دلائل عجز وحدوث کے موجود ہونے کی وجہ سے اسکے خوارق سے کوئی دہوکہ نہ کہائیگا بجز عامی لوگون کے جو بھوک کے سبب یا اسکے ڈر کے مارے اسکو مان لینگے کیونکہ اوسکا فتنہ مدہوش وحیران کردے گا اور اسکا زمین پر جلدی سے پھر جانا اونکو اسکے حال کو سوچنے کا موقع نہ دیگا۔ اسیوجہ سے انبیاء نے اسکے فتنہ سے لوگون کو ڈرایا ہے۔ اور اسکے نقص وعجز پر آگاہ کردیا۔ اور جن لوگون کو خدا تعالیٰ توفیق دیگا وہ اس سے دہوکا نہ کہائینگے۔ اور جو خوارق اس سے صادر ہونگے وہ انسے اس کے فریب مین نہ آئینگے کیونکہ وہ اسکے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہون گے اور وہ اسکے حال سے واقف ہون گے اسیوجہ سے جس شخص کو وہ قتل کرکے جلاویگا وہ اسکو صاف کہیگا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑہ گیا ہے ۔"

اور ایسا ہی تمام کتب حدیث کے متون وشروح مین حضرت مسیح بن مریم کا نزول اور دجال ویاجوج وماجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم وبیان کیا گیا ہے اور ان امور کو

ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ انکو اہل سنت کے اعتقادات مین داخل کیا گیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فقہ اکبر مین اور ملا علی قاری نے اوس کی شرح مین فرمایا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا جسکا ذکر قرآن کی اس آیت مین ہے کہ وہ ہر بلندی سے دوڑینگے۔ اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا جسکا اس آیت مین ذکر ہے۔ کہ جسوقت خدا کی بعض نشانیان آوین گی اُسدن کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا اسکا ایمان نفع نہ دیگا۔ اور حضرت عیسےٰ کا آسمان سے نازل ہونا چنانچہ قرآن مین ارشاد ہے کہ وہ (یعنے حضرت عیسیٰؑ) قیامت کی ایک نشانی یا اوسکے علم و شناخت کی دلیل ہین اور ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے کوئی ایسا نہوگا جو حضرت عیسےٰؑ پر اون کی موت سے پہلے یعنے قیامت کے قریب ایمان نہ لائیگا اور اسوقت سبھی دین اور ملت ایک دین (اسلام) ہو جائے گا یہ سب امور حق اور ثابت ہین۔ فقہ اکبر کے بعض نسخون مین آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج کما قال تعالی حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون۔ وطلوع الشمس من مغربها کما قال تعالی یوم یاتی بعض ایات ربك لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا ونزول عیسی من السماء قال الله تعالی انه لعلم للساعة وقال وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسی علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة وهی ملة الاسلام الحنیفیة وفی نسخة قدم طلوع الشمس علی البقیة وعلی تقدیره قالوا ولمطلق الجمعیة والا فترتیب القضیة ان المهدی یظهر اولا فی الحرمین الشریفین ثم یاتی بیت المقدس فیاتی الدجال ویحصره فی ذلك الحال فینزل عیسی علیه السلام من المنارة الشرقیة فی دمشق الشام ویجیء الی قتال الدجال فیقتله بضربة فی الحال فانه یذوب کالملح فی الماء عند

نزول عیسی علیه السلام من السماء فیقع
علیه السلام بالمهدی وقد اقیمت الصلوٰة
فیتاخر المهدی لعیسی علیه السلام بالتقدم
فیمتنع معللا بان هذه الصلوٰة اقیمت
لك فانت اولی بان تکون الامام فی هذا
المقام ویقتدی به لیظهر متابعة نبینا
صلی الله علیه وآله وسلم کما اشار الی هذا المعنی
صلی الله علیه وسلم بقوله لو کان موسی حیًّا لما
وسعه الا اتباعی وقد بینت وجه ذالك
عند قوله تعالی واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول
الآیة۔ فی شرح الشفاء وغیره وقد ورد
انه یبقی فی الارض اربعین سنة ثم یموت
ویصلی علیه المسلمون ویدفنون علی ما رواه
الطیالسی فی مسنده وروی غیره انه یدفن
بین النبی صلی الله علیه وسلم والصدیق وروی
انه یدفن بعد الشیخین فضیلة الشیخین
حیث اکتفا بالنبیین وفی روایة انه یمکث
سبع سنین قیل وهی الاصح والمراد
بالاربعین فی الروایة الاولی مدة مکثه
وحده فانه رفع والثلث وثلثون سنة

امور سے پہلے ہوا ہے اسصورت مین
واو حرف عطف مطلق جمعیت کے لئے
ہوا اور ترتیب امور مذکورہ کی اسطرح پر
ہوگی کہ اول امام مہدی حرمین مین ظاہر
ہونگے پھر وہ بیت المقدس مین آینگے
اسوقت دجال آئیگا اور اسکا محاصرہ
کرے گا پھر عیسے علیہ السلام دمشق
کے مشرقی کنارہ کے پاس آسمان سے
اترین گے۔ اور دجال کے قتل کیطرف
متوجہ ہوکر ایک ہی وار سے اوسکو مار
ڈالین گے۔ وہ اون کے اترنیکے وقت
نمک کیطرح پگھلنے لگیگا (مگر اوسکی جان
اونھین کے ہاتھ سے نکلیگی) پھر حضرت
عیسے اور مہدی ایک جگہ جمع ہون گے
اور نماز کے لئے تکبیر ہوگی تو حضرت
مہدی ہم حضرت عیسیٰ کیطرف نماز پڑھانے
کے لئے اشارہ کرینگے وہ اس سے انکار
کرینگے یہہ کہکر کہ آپ ہی کی امامت کو لئے
یہ تکبیر ہوئی ہے۔ لہذا آپ ہی اس کے
مستحق ہین اور آپ اون کے مقتدی
بن جاوینگے تاکہ معلوم ہو کہ وہ آنحضرت ہم

+ + + حق کائن ای ثابت وامر قوی
شرح فقہ اکبر

کے تابعین مین سے ہین چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اگر حضرت موسی زندہ ہوتے تو اون کو بھی میری پیروی سے چارہ نہوتا۔ اسکی وجہ اس قول خداوندی کی شرح مین بیان ہوئی ہے جسمین ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے نبیون سے یہ عہد لیا تہا کہ تمہارے پاس میرا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آوے تو تمپر اوسکا ماننا اور مدد کرنا ضروری ہوگا۔

شفا کی شرح وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح زمین مین چالیس برس رہینگے اور پھر فوت ہونگے اور مسلمان اونکی نماز جنازہ پڑہینگے اور اونکو دفن کرینگے۔ یہ ابوداؤد طیالسی کی مسند مین روایت ہے اورون کی روایت مین ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضرت صدیق اکبر کی قبر کے بیچ مین دفن کئے جائینگے۔ ایک روایت مین ہے کہ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق) کی قبر کے بعد دفن کئے جائین گے۔ اس صورت مین شیخین کے لئے مژدہ ہے کہ شیخین دو نبیون (آنحضرت ؐ اور مسیح ؑ) کے بیچ مین مدفون ہونگے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ زمین مین سات سال رہینگے اور یہی صحیح ترین اقوال سے ہے۔ اور چالیس سال ٹہرنے کی روایت سے بہی یہی مراد ہے کہ وہ بعد نزول سات برس رہین گے کیونکہ از انجملہ تینتیس ۳۳ برس اونہون نے آسمان پر جانے سے پہلے دنیا مین بسر کئے اور جب وہ اوٹھائے گئے تھے تو اون کی تینتیس ۳۳ سال کی عمر تہی۔

اور شرح عقائد نسفی مین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات قیامت

وما اخبر به النبی علیه السلام من اشراط الساعة ای من علاماتها من خروج الدجال ودابة الارض ویاجوج وماجوج ونزول عیسی ؑ من السماء وطلوع الشمس من مغربها فهو حق لانها امور ممکنة اخبر بها الصادق

(یعنی اس سے پہلے آنیوالی چیزون) کی خبر دی ہے یعنی دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا (وغیرہ وغیرہ) وہ حق

قال حذیفة بن اسید الغفاری طلع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قلنا۔ نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج وثلثة خسوف الخ۔ شرح عقائد ص

(واقع ہونیوالے) ہین کیونکہ یہ ایسے امور ہین جو ممکن الوقوع ہین اور مخبر صادق (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اونکے وقوع کی خبر دی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن تشریف لائے تو ہم کچھ خدا کرہ کر رہے تہے آنحضرت ص نے فرمایا تم کیا ذکر رہے ہو ہمنے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر رہے ہین۔ آپ نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے پھر آپنے دخان۔ دجال۔ دابۃ الارض طلوع آفتاب از جانب مغرب نزول حضرت مسیح خروج یاجوج ماجوج اور زمین کا خسوف اور یمن سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث حذیفہ بن اسید کی جسکا شرح عقائد مین حوالہ دیا گیا ہے صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۹۳ مروی ہے اور صحاح مین ایسی بہت سی احادیث موجود ہین جنمین قادیانی اور اُسکے حواریون کی تاویلات مذکورہ کی گنجایش ہی نہین ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم مین نزول عیسے علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو ہریرة واقرؤا ان شئتم

منعقد کرکے اوسمین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ عنقریب حضرت ابن مریم حاکم عادل اترینگے صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے وغیرہ وغیرہ اوس حدیث کے آخر مین راوی حدیث ابوہریرہ کا یہ قول منقول ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا	کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیۃ پڑھ لو جسمین ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے ایسا کوئی نہو گا جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات سے پہلے اوپر ایمان نہ لائیگا اور اسمین باتفاق اہل اسلام و گروہ مسیحائی میرزائی (یہ) کے ضمیر سے حضرت عیسے مراد ہین اگرچہ (موتہ) کے ضمیر سے مراد مین اختلاف ہے۔ اس سے بلا نزاع بے اختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث مین راوی ابوہریرہ اور اوسکے مخرجین امام بخاری و مسلم کے نزدیک حضرت عیسے ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے نہ کسی اور نام کے عیسے یا مثالی مسیح کا۔

امام نووی اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین۔ ابوہریرہ رض کے اس قول سے کہ

قوله ثم يقول ابو هريرة رض اقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته فعيه دلالة ظاهرة على ان مذهب ابى هريرة فى الآية ان الضمير فى موته يعود على عيسى صلى الله عليه وسلم شرح مسلم	چاہو تو یہ قول خاوندی پڑھ لو وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کا اس آیت مین یہی قول تھا کہ اسمین لفظ موتہ کی ضمیر حضرت عیسے کی طرف پھرتی ہے۔

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی مین جس آنے والے مسیح کا ذکر ہے اوسکے

ويحصر نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه حتى يكون راس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم فيرغب نبي الله عيسى واصحابه فيرسل الله عليهم النغف فى رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ثم يهبط نبي الله عيسى عليه السلام	نام کے ساتھ جابجا نبی اللہ کا لفظ وارد ہے ایک جگہ پر فیحصر نبی اللہ ایک جگہ ثم یھبط نبی اللہ دو جگہ ہے فیرغب نبی اللہ چنانچہ ارشاد ہے خدا کے نبی عیسے علیہ السلام اور اون کے ساتھ والے (یاجوج ماجوج) کے محاصرہ مین آجائینگے اوسوقت گائے کی